سوال

(232) سیدنا علی رضی اللہ کی ماں اور انبیاء کے وسیلے سے دعا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہما) کی وفات پر ''بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی'' یعنی انبیاء کے وسیلے سے دعا مانگی تھی؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

روح بن صالح کی بیان کردہ ایک روایت میں آیا ہے :

''حدثنا سفیان الثوری عن عاصم الاحول عن انس بن مالک قال :

لما ماتت فاطمة بنت اسد بن ہاشم ام علی، دخل علیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فجلس عند راسها فقال : رحمک اللہ یا امی، کنت امی بعد امی، تجوعین و تشبعینی و تعرین و تکوسننی و تمنعین نفسک طیب الطعام و تطعمینی، تریدین بذلک وجه اللہ والدار الآخرة، ثم امر ان تغسل ثلاثا وثلاثا، فلما بلغ الماء الذی فیه الکافور سکبه علیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بیده، ثم خلع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قمیصه فالبسه ایاه و کفنت فوقه، ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اسامة بن زید و ابا ایوب الانصاری و عمر بن الخطاب و غلاما اسود یحفروا فحفروا قبرها فلما بلغوا اللحد حفره رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بیده واخرج ترابه بیده، فلما فرغ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاضجع فیه وقال :

اللہ الذی یحیی و یمیت و ہو حی لا یموت، اغفر لامی فاطمة بنت اسد ولقنها حجتها ووسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی، فانک ارحم الراحمین، ثم کبر علیها اربعا، ثم ادخلوہا القبر ہو والعباس وابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہم۔''

ہمیں سفیان ثوری نے حدیث بیان کی، انھوں نے (عن کے ساتھ) عاصم الاحول سے، انھوں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے، انھوں نے فرمایا :

جب علی کی والدہ : فاطمہ بنت اسد بن ہاشم (رضی اللہ عنہما) فوت ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے پھر آپ ان کے سر کی طرف بیٹھ گئے تو فرمایا : اے میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے، میری (حقیقی) ماں کے بعد تو میری ماں تھی، تو خود بھوکی رہتی اور مجھے خوب کھلاتی، تو کپڑے (چادر) کے بغیر سوتی اور مجھے کپڑا پہناتی، تو خود بہترین کھانا نہ کھاتی اور مجھے کھلاتی تھی، تمھارا مقصد اس (عمل) سے اللہ کی رضامندی اور آخرت کا گھر تھا۔

پر آپ نے حکم دیا کہ انھیں تین، تین دفعہ غسل دیا جائے، پھر جب اس پانی کا وقت آیا جس میں کافور (ملائی جاتی) ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے ان پر پانی بہایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر انھیں پہنا دی اور اسی پر انھیں کفن دیا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید، ابو ایوب الانصاری، عمر بن الخطاب اور ایک کالے غلام کو بلایا تاکہ قبر تیار کریں پھر انھوں نے قبر کھودی، جب لحد تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے کھودا اور اپنے ہاتھ سے مٹی باہر نکالی پھر جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ گئے اور فرمایا:

اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ جاوید ہے کبھی نہیں مرے گا۔

اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی دلیل انھیں سمجھا دے، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے نبیوں کے (وسیلے) سے ان کی قبر کو وسیع کر دے، بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر آپ نے ان پر چار تکبیریں کہیں، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم)، عباس اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہما (تینوں) نے اسے قبر میں اتار دیا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ۱/۱۵۲۔ ۱۵۳ ح ۱۹۱، وقال: ''تفرو بہ روح بن صلاح'' وعنہ ابو نعیم الاصبہانی فی حلیۃ الاولیاء ۳/۱۲۱، وعندہ: یرحمک اللہ... الحمد للہ الذی یحیی...، وعنہ ابن الجوزی فی العلل المتناہیہ ۱/۲۶۸، ۲۶۹ ح۴۳۳)

یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے و مردود ہے:

اول: اس کا راوی روح بن صلاح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے۔

ابن عدی نے کہا: ''وفی بعض حدیثہ نکرۃ''

اور اس کی بعض حدیثوں میں منکر روایات ہیں۔ (الکامل ۳/۱۰۰۶، دوسرا نسخہ ۴/۶۳)

ابن یونس المصری نے کہا: ''روت عنہ مناکیر'' اس سے منکر روایتیں مروی ہیں۔ (تاریخ الغرباء بحوالہ لسان المیزان ۲/۴۶۶، دوسرا نسخہ ۳/۱۱۰)

امام دارقطنی نے کہا: ''کان ضعیفا فی الحدیث، سکن مصر''

وہ حدیث میں ضعیف تھا، مصر میں رہتا تھا۔ (الموتلف والمختلف ۳/۱۳۷۷)

اابن ماکولا نے کہا: ''ضعفوہ فی الحدیث'' انھوں نے اسے حدیث میں ضعیف قرار دیا ہے۔ (الاکمال ۵/۱۵، باب شبابہ وشبانہ وسیابہ)

حافظ ذہبی نے کہا: ''لہ مناکیر'' اس کی منکر روایتیں ہیں۔ (تاریخ الاسلام ۱۷/۱۶۰)

ابن الجوزی نے روح بن صلاح کو اپنی کتاب المجروحین (۱/۲۸۶) میں ذکر کیا اور اس کی بیان کردہ حدیث مذکور کو ''الاحادیث الواھیۃ'' یعنی ضعیف احادیث میں ذکر کیا۔ (دیکھئے العلل المتناہیہ: ۴۳۳)

احمد بن محمد بن زکریا ابی عتاب ابو بکر الحافظ البغدادی، اخو میمون (متوفی ۲۹۶ھ) نے کہا: ہمارا اس پر اتفاق ہوا کہ مصر میں علی بن الحسن السامی، روح بن صلاح اور عبد المنعم بن بشیر تینوں کی حدیثیں نہ لکھیں۔ (لسان المیزان ۴/۲۱۳۔ ۲۱۴، سوالات البرقانی الصغیر: ۲۰، بحوالہ المکتبۃ الشاملۃ وسندہ صحیح)

ابن عدی، ابن یونس، دارقطنی، ابن ماکولا، ذہبی، ابن جوزی اور احمد بن محمد بن زکریا البغدادی (سات محدثین) کے مقابلے میں حافظ ابن حبان نے روح بن صلاح کو کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (۲۴۴/۸)

حاکم نے کہا: ''ثقہ مامون، من اھل الشام'' (سوالات مسعود بن علی السجزی: ۶۸، ص ۹۸)

اور یعقوب بن سفیان الفارسی نے اس سے روایت لی۔ (موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب ۹۶/۲، وفیہ علی بن احمد بن ابراہیم البصری شیخ الخطیب)

مختصر یہ کہ جمہور علماء کی جرح کے مقابلے میں تین کی توثیق مردود ہے۔

دوم: روح بن صلاح (ضعیف) اگر بفرض محال ثقہ بھی ہوتا تو یہ سند سفیان ثوری (مدلس) کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سفیان ثوری کے بارے میں محمد عباس رضوی بریلوی نے کہا:

''یعنی سیان مدلس ہے اور روایت انہوں نے عاصم بن کلیب سے عن کے ساتھ کی ہے اور اصول محدثی کے تحت مدلس کا عنعنہ غیر مقبول ہے جیسا کہ آگے انشاء اللہ بیان ہوگا۔'' (مناظرے ہی مناظرے ص ۲۴۹)

سفیان ثوری کی تدلیس کے بارے میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۶۷ ص ۱۱۔ ۳۲

خلاصۃ التحقیق یہ ہے کہ سوال میں روایت مذکورہ غیر ثابت ہونے کی وجہ سے ضعیف و مردود ہے۔

نیز دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی (۳۲/۱۔ ۳۴ ح ۲۳ وقال: ضعیف)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج2ص542

محدث فتویٰ